اِتّحاد بین المُسلمین

وقت کی اہم ضرورت

از

مُجاہدِ ملّت مولانا مُحمّد عبدُالسّتّار خان نیازی

وائس پریذیڈنٹ ورلڈ اسلامک مشن

الدّعوۃ الاسلامیہ العالمیہ

مکتبہ رضو [illegible] ۲۵

10

the Need of the time

Dear Sir

نام کتاب...... اتحاد بین المسلمین وقت کی اہم ضرورت
مصنف...... مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

قیمت...... دس روپے
ناشر...... مکتبہ رضویہ ۴۴ر ۲ ساہیوال کالونی ملتان روڈ لاہور
نمبر ۲۵

اتحاد بین المسلمین آج ہی کا نہیں گزشتہ کئی صدیوں کا اہم مسئلہ ہے۔ اس مسئلے پر درد دل رکھنے والے حضرات پہلے بھی بہت کچھ کہتے اور لکھتے رہے ہیں اور آج بھی اس کا سلسلہ جاری ہے لیکن جس قدر اس میں پیش رفت ہوئی ہے اور مسلمان اعتصام بحبل اللہ میں اپنی زندگی کے آثار و علائم کی تلاش میں بڑھنے لگتے ہیں اسی قدر اسلام دشمن طاقتیں شازشوں اور ریشہ دوانیوں سے ان کو پیچھے دھکیل دیتی ہیں کیونکہ وہ اپنی زندگی اسی میں پاتی ہیں۔ اسی سلسلہ میں مولانا محمد عبدالستار خان نیازی نے ایک مضمون لکھا جس میں اس نیک مقصد کے حصول کے لئے چار نکاتی اتحادی فارمولا بھی پیش فرمایا تھا۔ یہ طریق مضمون نوائے وقت میں شائع ہوا تھا اور اس پر تحسین و تنقید ہر دو پہلو سے اظہار خیال بھی کیا گیا تھا۔ زیر نظر کتابچہ دراصل اسی مضمون پر مشتمل ہے۔ اس میں ابتدائیہ کے عنوان سے مولانا نے ایک مختصر فکر انگیز مضمون بھی لکھا ہے اور ناظم مکتبہ نے عرض ناشر کے عنوان سے اس موضوع پر دلائل کے ساتھ بحث کی ہے اللہ کرے اہل دل کی اس خواہش کی تکمیل ہو اور مسلمان اتحاد و یک جہتی کے وہی مناظر پھر پیش کریں جو اسلام کو مطلوب ہیں۔

یہ کتابچہ ۱۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتابت و طباعت عمدہ اور کاغذ اچھا لگایا گیا ہے۔

تبصرہ نگار سلیم تابانی

روزنامہ نوائے وقت لاہور راولپنڈی ملتان کراچی
ہفتہ ۹ جمادی الثانی ۱۴۰۵ھ ۲ مارچ ۱۹۸۵ء

آئینہ

عرضِ ناشر

(۱)

آج کل پاکستان بھر میں ہر طرف، ہر سمت، ہر گوشے سے اتفاق اور باہمی اتحاد کی آواز آتی ہے۔ قرآنِ حکیم کا یہ ارشاد اور فیصلہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ہر مسلمان کو دعوتِ فکر دیتا ہے کہ اتحاد بین المسلمین یقیناً ضروری ہے اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔ نفاق، انتشار، باہمی آویزش، مناقشات اور چپقلش ہر قوم کے ملّی وجود کے لئے سمِّ قاتل ہیں۔ تاریخِ پاک و ہند کے عمیق اور بے لاگ مطالعہ سے ہم پر یہ حقیقت بخوبی آشکارا ہو جاتی ہے کہ برِّصغیر میں انگریز کے منحوس قدم آنے سے قبل مسلمانانِ ہند وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا پر پورے استحکام کے ساتھ عمل پیرا تھے اور غیر منقسم ہندوستان میں ایک ہزار سال سے زائد عرصہ تک اسلامی سلطنت قائم رہی۔ تمام اسلامیانِ ہند کا ایک ہی مذہب و مسلک رہا —— لیکن مغلیہ سلطنت کے سقوط اور برطانوی راج کے عروج کے بعد مسلمانانِ ہند، اغیار کی محکومیت اختیار کر کے بے شمار معاشی، سیاسی، تمدّنی، ثقافتی، مذہبی اور اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہو گئے۔ انگریز بڑا عیّار تھا، اُس نے حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی۔ اُس نے یہ دیکھا کہ مسلمان باہم متحد و متّفق ہیں اور اخوّت، مساوات اور حریّت کے زرّیں اصول اپنانے کے ساتھ جذبۂ جہاد سے سرشار ہیں۔ اندریں حالات مسلمانوں کا اتحاد کسی وقت بھی اس کے اقتدار کے لئے خطرہ بن سکتا ہے پس مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے مسلم قومیّت کے معنوی تشخّص (حضور اکرم پر ایمان) اور احساسِ ملّت کی بنیاد (حضور کی محبّت اور عقیدت) کو مسلمانوں کے دلوں سے ختم کرنے کے لئے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے والوں میں تفرقہ اندازی کی داغ بیل ڈالی۔ جس دور کا ہم ذکر کر رہے ہیں، اُس میں اِس قسم کی مکروہ اور ناپاک کوششیں زوروں پر تھیں۔ ایک طرف عیسائی پادری

تھے، جو برطانوی حکومت کے تحفظ کے تحت اس قسم کی مذموم سرگرمیاں جاری رکھے تھے۔ دوسری طرف ہندو تھے، جو پادریوں کی دیکھا دیکھی ایسی باتوں پر اتر آئے تھے۔ خود مسلمانوں کے اندر ایسی تحریکیں تھیں جن کے قائدین حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں دل آزار باتیں کہتے تھے حالاں کہ مسلمانوں کے دورِ حکومت میں اللہ و رسول کی توہین تو درکنار اولیاء کی ہمسری کا خواب دیکھنا بھی جرمِ عظیم تھا۔

المختصر یہ تھی مسلمانوں کے باہمی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی سازش جہاں سے فرقہ واریت کا مستقل آغاز ہوا ــــــ پھر کیا ہوا اس فرقہ واریت کی بدولت[1] اسلامیانِ ہند نے یہ دیکھا کہ فرقہ واریت کا شکار ہونے والے ہی مسلمانوں کے ہر اجتماعی اور ملی مفاد سے اختلاف کرنے لگے۔ حتیٰ کہ ہندوستان کی تمام تاریخ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کے ازلی دشمن ہنود سے بھی ہم نوائی کرنے لگے۔ اور ان کو ساتھ ملانے کے لئے مذہبی شعائر و امتیازات کو قربان کر دیا گیا اور بقول موہن لعل (بھٹناگر) ایڈیٹر "درپن" لاہور "مہاتما جی[2] خلافت کے لیڈر اور خلافت کمیٹی کے رہبر بن گئے (جس سے مسلمانوں کے قلوب کو کتنے صدمے پہنچے کیسی تکلیفیں ہوئیں) اور مسلمانوں نے مہاتما جی پر وہ اعتبار اور یقین دکھلایا کہ دنیا دنگ رہ گئی۔"

ــــــ اسلام مسلمانوں کی وحدتِ فکر و عمل کا نام ہے، اسی لئے ہر قسم کے انتشار و افتراق کے سدِّباب کے لئے قرآن پاک میں بار بار مسلمانوں کو باہم متحد رہنے اور اختلاف نہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے بلکہ مسلمانوں کی جماعت (جسے سوادِ اعظم کا نام دیا گیا) سے الگ اور جدا ہونے والوں کے فعل کو "شرک" جیسے ناقابلِ معافی جرم سے تشبیہ دی، اور اس طرح احادیثِ صحیحہ میں مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہونے والے کا ٹھکانا جہنم بتایا گیا ہے ــــــ گویا وحدتِ ملت سے جدائی اختیار کرنے والا اسلام سے جدا ہو جاتا ہے۔

---

[1] "ایسے واقعات دیکھنے میں آئے ہیں کہ ایک فرقے والے نے دوسرے فرقے والے کو نیچا دکھانے کے لئے کفارہ کا ساتھ دیا ہے۔" (بحوالہ مودودی، ابو الاعلیٰ: "خطبات" بعنوان۔ فرقہ بندی کے نقصانات، مطبوعہ اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ لاہور، جون ۱۹۷۹ء۔ اشاعت ستائیسویں، ص ۱۲۷)

[2] ماہنامہ "درپن" لاہور (کانگریس نمبر) دسمبر ۱۹۲۲ء، جلد ا شمارہ ۷، ص ۲۲۶)

(۲)

ہم میں سے کوئی بھی اتفاق اور اتحاد کے خلاف نہیں ——— اسلام تو تمام انسانوں کو اتفاق واتحاد کی دعوت دیتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے باہمی اتحاد کا مسئلہ غور طلب ہے، اس مسئلہ پر مدت ہائے دراز سے اربابِ خرد اور رہنمایانِ قوم نے دماغ سوزیاں کی ہیں مگر اب تک کوئی کارآمد نتیجہ نہیں نکلا اور ایسی راہ ہاتھ نہیں آئی جس راہ پر چل کر منزلِ مقصود تک پہنچ سکتے۔ اتفاق واتحاد کی صدائیں ہمیشہ ہی بلند کی جاتی ہیں۔ منبروں اور اسٹیجوں پر، علماء اور لیڈر سب اتحاد کے ترانے گایا کرتے ہیں مگر وہ ایک دل خوش کُن تقریر ہوتی ہے۔ اس پر تھوڑی دیر کے لئے مجمع واہ واہ تو کہہ دیتا ہے مگر اس کا نتیجہ صفر نکلتا ہے۔ اور چند روز کے بعد وہ اتحاد ختم ہو جاتا ہے۔ اگر آپ مسلمانوں کی حالت پر نظر ڈالیں اور پچھلے زمانہ کو سامنے لائیں تو یہ حقیقت بے حجاب ہو جائے گی ——— اب ہمیں یہ غور کرنا ہے کہ وہ کون سی غلطی ہے جس نے گذشتہ زمانہ میں مدعیانِ اتحاد کو منزلِ مقصود تک نہ پہنچنے دیا، تاکہ ہم اس سے اجتناب کریں۔ اور حقیقی اتحاد سے فائدہ اٹھا سکیں ——— اس لئے بڑے ہی غور وخوض اور فکر کے بعد فاضلِ شہیر مجاہدِ ملت حضرت علامہ محمد عبدالستار خان صاحب نیازی (جنہوں نے ہر آڑے وقت میں ملتِ اسلامیہ کی رہنمائی کی ہے، اور جن کی دور اندیشی اور سیاسی بصیرت پر حالات شاہد عادل ہیں) نے اصل مرض کی نشان دہی کرتے ہوئے ایسا لائحہ عمل تجویز کیا ہے جو قابلِ عمل ہے، اور مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کے

ل یہ صرف ہماری ذاتی رائے ہی نہیں بلکہ اخبارات کی ورق گردانی سے پتہ چلا کہ مولانا نیازی صاحب کا فارمولا اُن سب حضرات کے دلوں کی آواز ہے جو مسلمانوں کے استحکام، یکجہتی اور بقاء کے لئے جذبۂ اخوت سے سرشار ہیں۔ چنانچہ چند ایک تاثرات ذیل میں مختصراً قلم بند کئے جاتے ہیں:۔

۱۔ جناب آر۔ ایم محفوظ آسی، "اتحاد بین المسلمین اور علمائے کرام" کے زیر عنوان لکھتے ہیں کہ "اخبارات میں مولانا عبدالستار نیازی کا چار نکاتی اتحادی فارمولا شائع ہو رہا ہے جو قابلِ صد تحسین ہے۔ خدا کرے یہ فارمولا سب کی سمجھ میں آجائے اور منتشر قوم ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائے۔" (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، ۷ ستمبر ۸۴ء ص ۱، کالم ۱) (باقی صفحہ آئندہ پر)

لِیئے ہمیشہ مشعلِ راہ کا کام دے گا۔ ہماری ایماندارانہ رائے ہے کہ اگر صدقِ دل سے اس پر عمل کیا جائے تو تمام اختلافات نہ صرف ختم ہو سکتے ہیں بلکہ پیشِ نظر متّفقہ عقائد و اُمور کی بُنیاد پر وحدتِ مِلّت کی عمارت اُستوار کی جا سکتی ہے، آج کے فقہاء اگر چاہیں تو مسلمان متّحد ہو سکتے ہیں، اور مسلمانوں کو ایک اسلام سے وابستہ کر کے اُنہیں پھر عرُوج کی منزل دکھا سکتے ہیں ——— لیکن اس کا کیا علاج ———؟

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۲۔ صاحبزادہ سیّد خورشید احمد گیلانی اپنے تفصیلی مضمون: "قومی شیرازہ بندی اور قابلِ عمل فارمولا" (روزنامہ "جنگ" لاہور، ۲۲ فروری ۱۹۸۳ء) میں رقم طراز ہیں کہ "ممتاز عالمِ دین اور معرُوف سیاسی رہنما مولانا عبد السّتار خان نیازی کے ——— فارمولے کی مختلف دینی، سیاسی اور سماجی حلقوں سے بجا طور پر پذیرائی ہوئی ہے ——— مولانا نیازی کے فارمولے کی روشنی میں بظاہر تو کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی کہ مُسلمانوں کے تمام مکاتبِ فکر اپنے اِختلافات دُور نہ کر سکیں۔"

۳۔ جناب ابُوبکر عبد الغنی یزدانی فرماتے ہیں کہ "عملی طور پر کمی ہمیشہ اس بات کی محسُوس کی جاتی رہی ہے کہ کوئی ایسا ٹھوس قسم کا لائحہ عمل سامنے آئے جس پر غور و فکر کے لیئے کوئی "رجل رشید" سب عُلماء و زعماء کو دعوت دے سکے ایسے ماحول میں زعیمِ مِلّت مولانا عبد السّتار خاں نیازی نے قوم کے اہلِ حدیث اور اہلِ سُنّت والجماعت کے دیوبندی و بریلوی فرقوں کے مابین اِتّحاد کے جو نکات پیش کیئے ہیں، ضرورت ہے کہ مختلف اصحابِ فہم خالی الذہن ہو کر اُن کی بنیاد پر غور و فکر کی کوشش کریں ——— جس نقطۂ نظر سے نہایت خلوص اور صدقِ دل کے ساتھ مولانا نے اپنا فارمولا پیش کیا ہے ضرورت ہے کہ جملہ بہی خواہانِ مِلّت اس سِلسلہ میں نیازی صاحب کو اپنے اعتماد میں لے کر اُن کی پُرخلوص سعی و جہد میں اُن کا ساتھ دیں ——— مولانا عبد السّتار خان نیازی ——— ایک مُخلص انسان، اِسلام کے جانباز سپاہی اور قوم کے بے باک ترجمان ہیں ——— ایسے قابل جوہر کو جماعتی تعصّب کے ماتحت نظر انداز کرنا قوم کی بدقسمتی ہوگی۔" بحوالہ روزنامہ "جنگ" لاہور ۸ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۱۱، کالم ۳، بعنوان "اُمّتِ مسلمہ کا اِتحاد اور مولانا نیازی کا فارمولا"

ع دِل سے جو بات نِکلتی ہے، اثر رکھتی ہے

یہ جو کہا گیا ہے کہ ؎

گاہ اُو را با کلیسا سانہ باز — گاہ پیشِ دیویاں اندر نیاز
دینِ اُو آئینِ اُو سوداگری — عنتری اندر لباسِ حیدری
تا جہانِ رنگ و بُو گردد دِگر — رسمِ اُو آئینِ اُو گردد دِگر

ذہن نشین رہے۔ ———

(۳)

مندرجہ بالا معروضات کے ساتھ ہم مسلمانوں میں اتحاد کی "حقیقی ضرورت" کی سچی تڑپ اور تمنّا رکھنے والوں کی توجّہ اس امر کی جانب مبذول کروانا نہ صرف ضروری بلکہ اپنا فریضہ سمجھتے ہیں کہ جو ؎

ظاہرِ اُو از غمِ دیں دردمند — باطنش چوں دیریاں، زُنّار بند

کے مصداق ایک طرف تو اتحاد بین المسلمین کا چرچا کرتے ہیں اور دُوسری طرف فرقہ بندی کو مستقل حیثیت دینا چاہتے ہیں۔ اور "خواجہ شرف ہر دو طرف" بن کر عامۃ المسلمین میں انتشار باقی رکھنا چاہتے ہیں ———

کیا یہ امرِ واقعہ نہیں کہ اتحاد کے دُشمن، جہالت اور تعصّب کی بنا پر دانستہ یا نادانستہ، کم پڑھے لکھے اور سیدھے سادھے مسلمان عوام کو ذہنی خلفشار و انتشار میں مُبتلا کرنے کے لِئے اتّحاد و یگانگت کے اساسی مقاصد (اصولی اختلافات) کو غلط رنگ میں (اصل کو فرع اور فرع کو اصل بنا کر) پیش کرنے کی ہر ممکن سعی کرتے رہتے ہیں تاکہ اُن کے اپنے اپنے عقائد و نظریات فروغ پا سکیں ——— آئیے ایسے ناقدین کے خیالات و افکار کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیے:۔

○ اِس وقت دُنیا کے ہر خطّے اور ہر ملک میں مُسلمان قوم جن مصائب اور آفات میں مبتلا ہے اس کا سب سے بڑا سبب آپس کا تفرقہ اور خانہ جنگی ہے۔ (پھر آگے چل کر یُوں اِرشاد ہوتا ہے) مذہبی فرقوں کا اختلاف اپنی حدُود پر رہتے ہُوئے کسی کے لِئے بھی باعثِ نقصان نہیں ہوتا۔ [۱]

---

[۱] عبد الشکور، دیوبندی، مولوی: روزنامہ "نوائے وقت" لاہور۔ ۱۰ فروری ۱۹۸۳ء، ص ۱۱ کالم ۱ (مضمون: اتحادِ ملّت کے لِئے چار نکاتی فارمولا)

○ مکاتبِ فکر اور فرقوں کا وجود میں آنا بُری بات نہیں تھی۔ یہ تو ہمارے تاریخی سفرِ عمل کا لازمی اور منطقی نتیجہ تھا۔ سچ پوچھئے تو فرقوں کے قیام نے ہمارے فکری انتشار کو کم کیا۔ [۱]

○ آپ اندازہ نہیں کرسکتے کہ اِس فرقہ بندی سے مسلمانوں کو کتنا نقصان پہنچا ہے ــــــ اِس فرقہ بندی کی بدولت اِس اُمّت کے سینکڑوں ٹکڑے ہوگئے ہیں ــــــ اگر آپ اپنی خیریت چاہتے ہیں تو اِن جتھوں کو توڑ دیجئے ــــــ اور ایک اُمّت بن جائیے۔ [۲]

○ اِس سلسلہ میں علاّمہ عبدالستّار نیازی کو دِلی مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے ترجمان اہلِ سُنّت والجماعت کو انٹرویو دیتے ہُوئے کچھ تجاویز بڑے خلوص کے ساتھ پیش کی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اِس سلسلہ میں دیوبندی فکر رکھنے والے عُلما، کو مِل کر غور و فکر کے بعد کوئی مشترکہ لائحہ عمل تیار کرنا ضروری ہے۔ [۳]

○ اپنے اپنے عقیدوں کے مُطابق اپنی اپنی جگہوں پر عمل کریں۔ [۴]

○ ہماری ہمیشہ کی پالیسی اُمّت کا اتحاد و وحدت رہی اور ہے۔ [۵]

○ مختلف فیہ مسائل میں حضراتِ صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم کے زمانے سے مختلف فیہ چلے آرہے ہیں۔ [۶]

---

[۱] روزنامہ "جسارت" کراچی ۲۶ ؍ جولائی ۱۹۸۴ء (تفصیل کے لئے ملاحظہ کیجئے اداریہ: "اتحادِ ملّت کی مہم کا پیغام")

[۲] مودودی، ابوالاعلیٰ: خطبات مطبوعہ لاہور، جون ۱۹۷۹ء، ص ۱۲۷، ۱۲۸

[۳] ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور، ۲۲ ؍ اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۱۹، کالم ۲ (پاکستان سُنّی کونسل۔ تعارف، اپیل، قرار دادیں)

[۴] 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۵ ؍ اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۲۳، کالم ۲ (شمس الدین، قاضی: ایک مُبارک فارمولا)

[۵] 〃 〃 〃 ۲۸ جنوری ۱۹۸۳ء، ص ۵، کالم ۱ (اداریہ، جناب مولانا نیازی صاحب کا اتحادی فارمولا)

[۶] 〃 〃 ۱۵ ؍ اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۲۳، کالم ۲ (شمس الدین، مولانا: ایک مبارک فارمولا)

- قرآن پاک نے بڑی وضاحت سے مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھیں اور تفرقہ نہ کریں لیکن اس ہدایت پر شاید ہی مسلمانوں نے کبھی (؟) عمل کیا ہو۔ [۱]
- اور کبھی پہلے بھی ایسا اختلاف ملت کے اتحاد کے لیئے باعث نقصان نہیں ہوا۔ [۲]
- کون نہیں جانتا کہ اُمتِ مُسلمہ کی ابتری اور بدحالی کا اصلی سبب تفرقہ بازی اور باہمی تنازعات ہیں ــــــ یہ مسلمانوں کی سربلندی کا راستہ روکنے والی رکاوٹوں میں سے ایک خوفناک رُکاوٹ ہے۔ [۳]
- اپنی اپنی سمجھ کے مُطابق شریعت پر عمل کرنے کا ہر مسلمان کو حق ہے۔ [۴]
- اُمّت میں کوئی شخص بھی افتراق و انتشار کی حمایت کرنے والا ہمیں نظر نہیں آتا۔ [۵]
- اسلام کے مختلف فرقوں کے درمیان اختلافات موجود ہیں۔ [۶]
- آج بھی ہمارے موجودہ اختلافات کا بحربے کراں اتحاد ہی کی مختلف کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اور فرقوں کی کثرت مسلمانوں کو نئے نئے پلیٹ فارموں پر جمع کرنے کی ہی مختلف صورتیں ہیں۔ [۷]

---

[۱] اسعد گیلانی: روزنامہ جنگ' لاہور، ۱۱ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳۔ بعنوان "اتحادِ ملّت کا واحد راستہ"۔

[۲] ہفت روزہ خُدّام الدّین' لاہور، ۱۸ فروری ۱۹۸۳ء، ص ۲۱ (عبد الشکور، مفتی، دیوبندی: قومِ اتحادِ ملّت کے لیئے چار نکاتی فارمولا"۔

[۳] مجاہد، عتیق الرحمٰن، منصوری: روزنامہ جنگ' لاہور، ۱۷ جنوری ۱۹۸۳ء، ص ۳ بعنوان "عالمِ اسلام کی اہم ترین ضرورت، اتحادِ ملّی"

[۴] مودُودی، ابُوالاعلیٰ، مولانا، خطبات، ص ۱۲۷۔

[۵] عنایت اللہ، علّامہ: روزنامہ جنگ' لاہور، ۹ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳ بعنوان "اُمّتِ مُسلمہ کا اتحاد"

[۶] " " " " " " " " " " " "

[۷] اسعد گیلانی، روزنامہ جنگ' لاہور، ۱۱ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳، بعنوان "اتحادِ ملّت کا واحد راستہ"۔

- تمام فرقے مُتّحد اور مُتّفق ہو جائیں یعنی "یہ اتّحاد اختلاف کے باوجود" ہو۔ [۱]
- خدا کی شریعت میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بنا پر اہلِ حدیث، حنفی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سُنّی، وہابی الگ الگ اُمّتیں بن سکیں۔ یہ اُمّتیں جہالت کی پیدا کی ہُوئی ہیں۔ اللہ نے صرف ایک اُمّت "اُمّتِ مُسلمہ" بنائی تھی۔ [۲]
- مختلف مسالک تو گلاب کے ایک گلدستے کے پھُولوں کی مانند ہیں۔ [۳]
- (اتحاد) کی افادیّت اور ضرورت سے انکار بھی کسی نے آج تک نہیں کیا ہے۔ [۴]
- سوال ـــ دینی جماعتوں کے اتّحاد کو آپ کس حد تک قابلِ عمل سمجھتے ہیں ـــــ؟

جواب ـــ میرے خیال میں ایسا اتحاد نہ تو ممکن ہے اور نہ ہی اس کی ضرورت ہے۔ [۵]

- اگر اس وقت بھی ہم اپنے اختلافات ختم کر کے مُتّحد نہ ہُوتے تو مَیں آپ کو یقین دلاتا ہُوں کہ پھر دُنیا کی کوئی قوّت اور کوئی دولت آپ کو تباہی اور بربادی سے نہیں بچا سکتی۔ [۶]
- اُمّتِ مُسلمہ کی موجُودہ گروہ بندیوں کا اسلامی بنیادوں پر کوئی جواز نہیں۔ [۷]
- اہلِ وطن کا اس وقت مُتّحد و مُتّفق رہنا ہمیشہ کی بہ نسبت کہیں زیادہ ضروری ہے۔ [۸]

---

[۱] عنایت اللہ، علّامہ: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۹ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۲ بعنوان "اُمّتِ مُسلمہ کا اتحاد"۔

[۲] موُدودی، ابُوالاعلیٰ: خُطبات مطبُوعہ لاہور، جون ۱۹۷۹ء، ص ۱۲۸۔

[۳] روزنامہ "جنگ" لاہور، ۲۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء، ص ۴، کالم ۶۔

[۴] اسعد، گیلانی: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۱۱ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳ بعنوان "اتّحادِ ملّت کا واحد راستہ"۔

[۵] خان محمّد، مولانا: انٹرویو، روزنامہ "جنگ" لاہور، ۱۲ مارچ ۱۹۸۳ء صفحہ آخر "اسلامی ریاست میں دینی جماعتوں کے اتحاد کی ضرورت نہیں"۔

[۶] ہفت روزہ "خُدّام الدّین" لاہور ـ ۲۲ اپریل ۱۹۸۳ء، ص ۱۹، کالم ۳۔

[۷] ابوبکر عبدالغنی، یزدانی، مولانا: روزنامہ "جنگ" لاہور ۸ مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۱۱ بعنوان "اُمّتِ مُسلمہ کا اتحاد اور مولانا نیازی کا فارمولا"۔

[۸] حبیب الرحمٰن اشرف دیوبندی: "فیضانِ مدینہ" مطبُوعہ جامعہ مدنیہ لاہور نومبر ۱۹۸۴ء، ص ۴ بعنوان "اتحاد کی ضرورت"۔

○ آپ یہ سُن کر حیران ہوں گے، قرآن و حدیث میں کہیں بھی مسلمانوں کو "متحد" ہونے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے اور مل کر پکڑنے کا حکم ہے۔ قرآن کا مقصود مسلمانوں کو ہم نظریہ، ہم مسلک اور ہم خیال بنانا ہے نہ کہ اپنے اپنے فرقہ وارانہ نظریات کو برقرار رکھتے ہوئے چوں چوں کا مربّہ تیار کرنا۔ قرآن نے اِتَّحِدُوا کہیں نہیں کہا بلکہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللہِ کہا ہے یا لَا تَنَازَعُوا آیا ہے۔[۱]

○ ہم اتحادِ اُمّت کی ہر کوشش کا خیر مقدم کرتے ہیں، ندائے اتحاد ہمارے اکابر کی ہی (صدائے) بازگشت ہے۔[۲]

○ فرقہ بندی کی دسیسہ کاری کو روکنا کسی ایک فرد یا محض حکومت کے بس کی بات نہیں اس کے لیے تو پوری قوم کو جذبۂ اخوّت سے سرشار ہو کر اُٹھ کھڑے ہونا ہوگا تب جا کر اس فتنے کا انسداد ہو سکے گا۔[۳]

○ آورلوگوں کو بتایئے کہ ملّت کی یہ گاڑی کیسے پٹڑی سے اُتری، اب اسے کیسے لائن پر لایا جا سکتا ہے۔ اختلاف کو جب تک سمجھا نہ جائے اُسے رفع نہیں کیا جا سکتا، مرض کی جب تک تشخیص صحیح نہ ہو کوئی دوا کارآمد نہیں ہو سکتی۔ اگر امن میں رہنا چاہتے ہو تو جنگ کے جملہ وجوہ و عمل پر نظر ہونی چاہیئے۔[۴]

○ اسی سلسلہ میں مولینا عبد الستار نیازی نے جو آواز اٹھائی ہے اور کوشش شروع کی ہے وہ قابلِ قدر ہے۔ اُنھوں نے خطرے کی صحیح نشاندہی کی ہے۔[۵]

---

[۱] ہفت روزہ "تنظیم اہلِ حدیث" لاہور ۱۴ دسمبر ۱۹۸۴ء ص ۱۲ (عبد القدوس سلفی: "مولانا نیازی کے فارمولے پر تبصرہ")

[۲] ہفت روزہ "خدّام الدین" لاہور، ۲۵ - مارچ ۱۹۸۳ء، ص ۳۔

[۳] سہ ماہی "منہاج" لاہور جلد ۲، شمارہ ۲، اپریل ۱۹۸۴ء (جہات - اداریہ)

[۴] خالد محمود، پیش لفظ "اتحادِ اُمّت دیوبندی بریلوی کا اہم تقاضا" (از قاضی شمس الدین) مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۴ء، ص ۴

[۵] قاضی شمس الدین احمد قریشی حکیم: "اتحادِ اُمّت دیوبندی بریلوی کا اہم تقاضا" مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۴ء ص ۲۰

○ لیکن علاج صرف ایسے اختلافات کو مٹانے کے لئے سوچا جا رہا ہے جو دین ومذہب کے نام پر سامنے آئے ہیں گویا ملک وملّت کے اختلافات کی ذمّہ داری صرف مذہبی فرقہ بندی پر ہی عائد ہوتی ہے۔ [1]

○ اس وقت اُمّت اختلافات کی اس شبِ دیجور میں پوری طرح گھری ہوئی ہے شکم پرست اور خود غرض مذہبی پوپ تفریقِ اُمّت میں اپنی مطلب براری کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ عوام ان کو بھی سمجھ لیں اور ان کی اداؤں اور عطاؤں پر بھی گہری نظر رکھیں۔ [2]

ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

——— یہی وہ تلخ حقیقت ہے جس کی طرف ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں۔ اگر کوئی فاضل اس طرف متوجّہ ہوں تو وہ "دعوتِ اتّحاد کی حقیقت" یا "تضاداتِ علماءِ اتّحاد" کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ قلم بند فرما سکتے ہیں۔

[اس ذکر سے ہمارا مقصد کسی کو الزام دینا نہیں ہے بلکہ صرف اس بات کا اظہار مقصود ہے کہ اتحاد جیسی ناقابلِ تسخیر اور عظیم الشان طاقت کو آج کس کس طرح بے اثر بنا دیا گیا ہے۔]

(۴)

اتّحاد بین المسلمین کے عنوان پر بعض رسائل ومجلّات اور درد دل رکھنے والے اصحاب نے رائے زنی کی ہے۔ تجاویز پیش کی ہیں ——— اور بعض نے معاندانہ تنقید کا رُخ اختیار کیا ہے۔ ہم قارئین کرام کی دل چسپی کے لئے اُن میں سے بعض کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں۔

جناب پروفیسر رفیع اللہ شہاب رقم طراز ہیں کہ[3] "مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان مذہبی اختلافات، ہر دَور کے مسلمانوں کو پریشان کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ کئی مقتدر ہستیاں، ان اختلافات کو ختم کرنے اور مسلمانوں

---

[1] عبد الشکور، دیوبندی، مولانا: روزنامہ "جنگ" لاہور، ۲۰۔فروری ۱۹۸۳ء، ص ۱۱ بعنوان "قومی شیرازہ بندی اور قابلِ عمل فارمولا"۔ ہفت روزہ "خدّام الدّین" لاہور، ۱۸۔فروری ۱۹۸۳ء، ص ۲۱۔

[2] خالد محمود: پیش لفظ "اتّحادِ اُمّت دیوبندی بریلوی کا اہم تقاضا" از حکیم قاضی شمس الدین احمد قریشی مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۴ء، ص ۵

[3] روزنامہ "مشرق" لاہور، ۱۲۔نومبر ۱۹۸۴ء، ص ۲

میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرتی رہی ہیں لیکن ان کی نیک خواہشات کے باوجود اتحاد بین المسلمین کی یہ کوشش کامیابی سے ہم کنار نہ ہو سکی" آگے چل کر پروفیسر صاحب موصوف نے بڑی دل لگتی بات فرمائی ہے، وُہ لکھتے ہیں کہ "ائمۂ اسلام نے ـــــــ جن مسائل پر کسی اختلافات کا ذکر نہیں کیا، اُن کے پیروکاران ہی مسائل کی تشریح پر کیوں ایک دُوسرے کے ساتھ دست و گریبان ہیں" ـــــــ آج سے چند سال قبل روزنامہ نوائے وقت لاہور (۱۳ مئی ۱۹۷۶ء) نے بھی اپنے اداریہ "فرقہ وارانہ کشیدگی ـــــــ نظریاتی استحکام کی ضرورت" میں چند قابلِ عمل تجاویز کا ذکر کرتے ہُوئے اِس آرزُو اور خواہش کا اظہار کیا تھا ـــــــ اور اوّلین اِس بات پر زور دیا تھا کہ اہلِ اسلام میں فرقہ وارانہ کشیدگی کم اور اختلاف ختم کرنے کے لِئے ـــــــ "مختلف مکاتبِ فکر کے علماء و فضلاء کے مشترکہ اجلاس بلائے جائیں۔ اور اُنہیں قومی اِتحاد و یک جہتی کے تقاضوں کا اِحساس دِلا کر اِسلام کے متفقہ نظریات عام کرنے کی تحریک چلائی جائے..... تو اس کے بھی اِنتہائی مفید نتائج برآمد ہوں گے" ـــــــ زیرِ نظر کتاب "اتحاد بین المسلمین" میں مولانا نیازی نے اِس پہلو کو اِتحاد کی اساس بنایا ہے اور اُن کا یہ مضمون، کتاب کے ۱۲۱ تا ۱۵۰ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

ہفت روزہ چٹان، لاہور (۲۷۔ اگست۔ ۳۔ ستمبر ۸۴ء کے شمارے میں) "مولانا نیازی اور اتحادِ ملت" کے عنوان سے "گفتنی ناگفتنی" کے کالم نگار نے اتحاد کی دعوت سے جس طرح پہلو تہی کی ہے، وُہ نہ صرف "بات کرنے کا سلیقہ نہیں" ـــــــ کے ضمن میں آتا ہے بلکہ "چٹان" کے نصف کالم کو بھی ضائع کیا ہے ـــــــ حال ہی میں ماہنامہ "محدّث" لاہور (شمارہ اکتوبر ۸۴ء میں) نے مولانا نیازی کے مضامین (مطبوعہ نوائے وقت در اقساطِ خمسہ ـــــــ ۱۶، ۱۸، ۲۳، ۲۵۔ اور ۳۰۔ اگست ۱۹۸۴ء، جو شاملِ کتاب ہیں) پر[۲]

---

[۱] روزنامہ "مشرق" لاہور، ۱۲۔ نومبر ۱۹۸۴ء، ص ۲

[۲] روزنامہ نوائے وقت" لاہور ۱۶ اگست ۱۹۸۴ء میں شائع ہونے والی قسطِ اوّل (اتحاد بین المسلمین ایک متفق علیہ و فوری توجہ کا مستحق موضوع) پر محمد یحییٰ خاں نامی کسی صاحب نے (نوائے وقت ۱۳۔ ستمبر ۱۹۸۴ء میں) "مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت" کے دلکش اور خوبصورت نام سے چند بے جا اور بے محل اعتراضات اُٹھا کر عامۃ المسلمین کی توجہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

شائع ہو جائیں تو اکرام اللہ ساجد کے اعتراضات از خود ختم ہو جاتے ہیں ہم باقی ماندہ حصّہ کو زیرِ نظر کتاب ہی کے ایک علیحدہ باب ——— "قولِ فیصل" ——— میں شائع کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ اس کے مطالعہ کے بعد ان کے تمام مزعومہ اعتراضات از خود رفع ہو جائیں گے۔ مولانا کو اسی غلط فہمی کا خدشہ تھا جس کی بنا پر انہوں نے سرِ باب "قولِ فیصل" لکھ دیا کہ ؎

کم نظر بے تابیٔ جانم ندید آشکارم دید و پنہانم ندید

(۵)

بھیرہ سے شائع ہونے والے رسالہ "شمس الاسلام" نے (نومبر ۸۴ء کی اشاعت میں) اتحادِ باہمی کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "قومی استحکام اور بقاء کے لیئے ہر شعبۂ حیات میں اتحاد و تنظیم کی اشد ضرورت ہے" ——— اور پھر اتحاد کو پائدار اور موثر بنانے کے لیے یہ مشورہ دیا ہے کہ ہر مرحلہ اور ہر قیمت پر مسلمانوں کی اکثریت کے حقوق کی نگاہ داشت، سرکاری و غیر سرکاری سطح پر کی جائے، اور اقلیت کی خوشنودی کی خاطر اکثریت کے حقوق کو نظر انداز یا پامال کرنے کی روایتی پالیسی کو ترک کر دیا جائے اور "اقلیت کو یہ حق نہیں ملنا چاہیئے کہ (وہ) اکثریت کے مسلّمہ عقائد، معروف روایات اور اکابرین حضرات کی تضحیک کرے۔ تجربہ یہی ہے کہ اقلیت نے اپنے مذہبی جوشِ جنوں میں اکثریت کی رواداری اور چشم پوشی کو کمزوری جانا اور پھر قصداً اس کے جذبات کو برانگیختہ کیا ہے"۔

(۶)

مدیر ہفت روزہ "حرمت" راولپنڈی (۱۲۔۱۸ اکتوبر ۸۴ء) اور مدیر ماہنامہ "بیّنات" کراچی (نومبر ۸۴ء کے شمارہ میں) نے اتحاد بین المسلمین کی خواہش کا اظہار کیا ہے، اور موجودہ نامساعد حالات میں بے حد مایوس اور پریشان نظر آرہے ہیں ——— اور اسی طرح ایک دردِ دل رکھنے والے مسلمان، میر عبد القیوم صاحب نے اپنے مضامین[۱] میں نیک تمنّا کا اظہار فرمایا ہے۔ ان سب حضرات کی دلجمعی اور اطمینان کے لئے یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ مجاہدِ ملّت حضرت مولانا محمد عبد الستار خان صاحب نیازی نے ۲۔ دسمبر ۱۹۸۲ء کو جو ایک چھ نکاتی فارمولا پیش کیا تھا، وہ ہر لحاظ سے جامع[۲] و مانع ہے۔ بعض احباب نے اپنی جانب سے اتحاد بین المسلمین کے او بھی

۱؎ مضامین کے لئے ملاحظہ ہو: ہفتہ وار حرمت راولپنڈی ۲۸ اکتوبر۔۳ نومبر ۸۴ء اور ہفت روزہ مسلمان اسلام آباد، شمارہ ۳۔۹ نومبر ۱۹۸۴ء

۲؎ اسی افادیت کے پیشِ نظر ملک کے موقر جرائد و رسائل ماہنامہ الضیاء لاہور، ترجمانِ اہلسنت کراچی، میثاق لاہور، الجامعۃ محمدی شریف،

(باقی بر صفحہ آئندہ)

خامہ فرسائی کی ہے۔ انصاف کا تقاضا تھا کہ ہر عنوان پر وُہ مولانا کی پُوری عبارت نقل کرتے اَور پھر اس پر رائے زنی کرتے۔ سیاق و سباق سے منقطع جُملوں کو سامنے رکھ کر اُنہوں نے اپنے اشہبِ قلم کی جولانی کا مظاہرہ کیا ہے، اَور اِس طرح اپنی مربّی حکومت کے پٹرو ڈالر[1] کا حقِ نمک ادا کیا ہے۔ مولانا نے جہاں مختلف فرقوں کے عقائد کا تذکرہ کیا ہے وُہ سب تشخیصِ مرض کی ذیل میں آتا ہے اَور جو علاج تجویز کیا ہے، اس میں بھی سب فرقوں کے لِئے علیحدہ اشارات موجود ہیں۔ افسوس ہے کہ نوائے وقت نے مولانا کی باقی ماندہ اقساط کو شائع نہیں کیا۔ اگر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) "اتحاد بین المسلمین" کے اصل مسئلہ سے ہٹانے کی جو سعی فرمائی، اُس کا شافی جواب (ضمناً) قولِ فیصل کے ذیلی عنوان "غلطِ مبحث" میں آگیا ہے۔ علاوہ ازیں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے بھی جناب ظفر اللہ سندھو صاحب کا جوابی مضمون، روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۱۱ اکتوبر کے ملّی ایڈیشن میں ——— "مسلمانوں میں اتحاد کی حقیقی ضرورت" کے عنوان سے ہی شائع ہوا۔ قارئین کے استفادہ کے لِئے موصوف کے جواب کا عکس کتاب کے صفحہ ۱۱۲ پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔ (ناشر)

[1] یہاں ملک کے مؤقّر جریدہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کا ادارتی نوٹ (مطبوعہ ۱۹ جون ۱۹۸۴ء) بعنوان "فی سبیل اللہ فساد" کا اقتباس ذیل ملاحظہ فرمائیں ——— جو اسلامیانِ پاکستان کے لِئے لمحۂ فکریہ بھی ہے۔

"یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ ملکِ عزیز کی مذہبی تنظیموں اَور مخصوص دینی جماعتوں کو ان کے ہم عقیدہ امیر کبیر افراد، تنظیموں اَور ملکوں کی جانب سے تبلیغ کے نام پر پٹرو ڈالر کی خطیر رقوم مل رہی ہیں یا بعض شخصیتوں کو ذاتی طور پر یہ رقم دی جاتی ہے۔ یہ رقم ہمیں اندیشہ ہے جو بے بنیاد نہیں کہ باہمی منافرت پھیلانے کا باعث بن رہی ہے۔ ایسے وقت جب کہ اتحاد بین المسلمین کی شدید ضرورت ہے ان درآمد شدہ تبلیغی رقوم کو دینِ اسلام کے استحکام اَور مسلمانوں میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اَور اتحاد پیدا کرنے کی بجائے نفاق، انتشار، منافقت اَور ایک دُوسرے کو کافر ٹھہرانے پر صرف کی جا رہی ہیں ———

حکومت کو اس صورتِ حال کا نوٹس لینا چاہیئے جو رقوم دُوسرے اسلامی ممالک تبلیغ کے لِئے دیتے ہیں، اگر حکومت ان رقوم کو اپنے طور پر صحیح تبلیغِ دین کے لِئے استعمال کرے تو یہ ان رقوم کا صحیح اَور جائز استعمال ہوگا بصورتِ ثانی، اگر ایسا انتظام نہ ہو تو پھر مُلکِ عزیز کے اندر صورتِ حال مزید خراب ہوتی جائے گی۔ اتحاد بین المسلمین صرف تمام مسلمانوں کا فرض ہی نہیں، ہر نوع کے مکاتبِ فکر کے دینی رہنماؤں کی بڑی بھاری اَور بنیادی ذمہ داری بھی ہے۔"

کئی فارمولے پیش کیے ہیں مگر یہ تمام سطحی اور غیر مؤثر ہیں۔ مولانا نیازی نے اس موقع پر بھی اپنے فارمولا کی وضاحت میں ایک مفصّل بیان جاری کیا جو روزنامہ نوائے وقت میں شائع ہو چکا ہے۔

ہمیں اُمیدِ واثق ہے کہ مدیرانِ موصوف اس مفصّل، مدلّل وضاحتی بیان کو نہ صرف پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے بلکہ اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے ہر ممکن جدّ و جُہد جاری رکھیں گے۔

(۷)

کتاب بغرضِ طباعت، پریس میں جا رہی تھی کہ جناب صادق محمد احسن صاحب (ایڈووکیٹ) کا مختصر مضمون بعنوان "اتحاد بین المسلمین" (روزنامہ "نوائے وقت" لاہور، یکم دسمبر ۱۹۸۴ء) نظر سے گذرا جس میں انہوں نے ——— "ہمارے دل میں ہر مسلمان طبقہ کے لیے درد ہے۔ اُمّت کا مجموعی درد ہے۔ اور ملک کے استحکام کا غم اور فکر ہے"[1] ——— کی صدا پر لبیک کہتے اور عمل پیرا ہوتے ہوئے جہاں مسلمانوں کے اندر مِلّی اتحاد اور ذہنی ہم آہنگی کو دینِ ہُدیٰ کا طرّۂ امتیاز بتایا ہے وہاں بعض فرقوں کے عقائد کی قباحتوں سے قطع نظر، اتحاد بین المسلمین کے ذریعے "اپنا وجود قائم رکھنے اور اقوامِ عالم میں قابلِ عزّت مقام حاصل کرنے" کے لیے یہ لاجواب اور بے نظیر نسخہ تجویز فرمایا ہے کہ مولانا نیازی، اعتقادی اور بُنیادی اختلافات کو زیرِ بحث نہ لائیں تاکہ مِلّتِ اسلامیہ کا ہر خیر خواہ، فرقہ واریّت کے اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اتحادِ مِلّی اور یگانگت کی حسین صبحِ صادق طلوع ہوتی دیکھ سکے ——— لیکن اسلام ایک اصولی نظریاتی مذہب ہے جو نظامِ الٰہی کا علَم بردار ہے۔ وہ با کلمہ یا بے کلمہ کسی کو بھی یہ حق نہیں دیتا کہ اس کے فکری سرمائے پر کوئی حملہ آور ہو ——— لہٰذا دعوتِ اتحاد کا یہ ایک نہایت گھٹیا مظاہرہ ہے کہ اتحاد کا آغاز بجائے اصول کے فروع سے ہو اور اصول یک لخت نظر انداز ہوں بلکہ مصلحین نے ہمیشہ یہ اصول ملحوظِ خاطر رکھا ہے کہ اتحاد کا آغاز اصول سے ہو نہ کہ فروع سے ——— اور اسی راستے سے مِلّتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی ممکن ہے اور اس کا مستقبل روشن بھی۔

قمر الدین ناظمِ مکتبہ

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ)
جھنگ، ہفت روزہ الہام بہاولپور، لولاک فیصل آباد، روزنامہ "جنگ" اور روزنامہ "نوائے وقت" لاہور نے اس فارمولا کو ۲ مرتبہ شائع کیا۔ علاوہ ازیں انجمن خدّامِ اسلام پاکستان۔ لاہور نے چہار نکاتی فارمولا کو علماء و مشائخ کے تائیدی اسمائے گرامی کے ساتھ کثیر تعداد میں چھپوا کر تقسیم کیا۔

[1] ہفت روزہ "چٹان" لاہور، ۱۹ نومبر ۱۹۸۴ء، ص ۴۲، کالم ۳
(محمد سعید الرحمٰن علوی: فرقہ واریّت کی آگ

اِتّحاد بین المسلمین

وقت کی اہم ضرورت